ناول
وعدہ
www.pdfbooksfree.pk
ملک فہیم ارشاد

وعدہ

ملک فہیم ارشاد۔ ڈجکوٹ فیصل آباد

آدھے جلے چھرے والے کی آواز سنائی دی جناب کھانا ٹھنڈا ہورہا ہے اس کی آواز سن کر وہ تینوں کھانے کی طرف متوجہ ہوئے جو کھانا ان کے سامنے پڑا تھا وہ دل دھلانے کے لئے کافی تھا کیونکہ پلیٹ میں انسانی سر کا سالن موجود تھا۔ ایک دھشتناک تحریر۔

چاہت پیار و محبت ایثار و قربانی اور ایفائے وعدہ کی دلکش تحریر

"نہیں آئے نہ تم...... اپنا وعدہ نہیں نبھایا نا......" وہ بدصورت کریہہ شکل والا آدمی میری طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ میں خاموش کھڑا اس کی طرف دیکھتا رہا۔ "جواب دو ...... کیوں نہیں آئے......" اس کے لہجے میں غصہ آگیا۔

"مم...... مم...... میں کیسے پورا کروں یہ وعدہ...... بولو......" میں ہکلاتے ہوئے بولا۔ "اگر تم نہیں آئے تو میں ...... تمہارے بیٹے کو ختم کردوں گا......" وہ بدستور غصے بھرے لہجے میں بولا ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں میرے بیٹے جواد کی گردن آگئی۔ میرا بیٹا چیخنے لگا۔ "اب...... ابو...... مم...... مجھے بچالو نہیں تو یہ مجھے بھی مار دے گا......"

"چھوڑ دو میرے بیٹے کو......" اس کے ساتھ ہی میری آنکھ کھل گئی اور میں ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھا۔

میری حرکت کی وجہ سے میری بیوی بھی اٹھ گئی......

"کیا ہوا جی......" وہ میری طرف دیکھتے ہوئے بولی......

"کک...... کک...... کچھ نہیں۔" میں نے جواب دیا۔

"آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا جی......" وہ بولی۔ "ہاں میں ٹھیک ہوں...... تم بس سو جاؤ......" میں نے کہا۔ "تو پھر آپ اس طرح گھبرا کر کیوں اٹھ بیٹھے......؟" وہ پریشان ہوتے ہوئے بولی۔ "کیا بتاؤں...... سدرہ اس خواب نے مجھے آج پھر جاگنے پر مجبور کردیا ہے۔" میں نے اپنی پریشانی بیان کرتے ہوئے کہا۔ "اوہ...... تو یہ بات ہے۔" وہ بولی۔ "میں۔ نے آپ سے کئی بار کہا ہے کہ کسی اچھے سے پیر کو بتایئے...... وہ ہماری پریشانی ضرور حل دیں گے......"

"تم ٹھیک کہتی ہو...... میں صبح انشاء اللہ کسی بابا کے پاس ضرور جاؤں گا۔" میں نے کہا۔ "اچھا اب تم سو جاؤ اور میں بھی سونے کی کوشش کرتا ہوں۔"

دوسرے دن میں دفتر گیا تو میں نے اپنے دوست سے اس مسئلے کے بارے میں بات کی تو اس نے مجھے ایک پیر بابا کا پتہ بتایا...... اور ساتھ میں یہ تسلی بھی دی کہ انشاء اللہ وہ تمہارا مسئلہ ضرور حل کریں گے۔ میں نے اس کا شکریہ ادا کیا اور شام کو دفتر سے چھٹی ہونے کے بعد اس کے بتائے ہوئے پتے پر پہنچ گیا یہ ایک کچی بستی تھی۔ پیر صاحب کا آستانہ ڈھونڈھنے میں مجھے زیادہ دقت پیش نہ آئی۔ میں ان کے آستانے میں داخل ہوا تو وہاں بہت سی عورتیں اور مرد بیٹھے ہوئے تھے۔ ہر کوئی پیر بابا کو اپنی اپنی پریشانیوں کے مطابق بتا رہا تھا۔ پیر بابا کے چہرے پر کافی نور تھا۔ میں ایک طرف کونے میں بیٹھ گیا۔ بیتی ہوئی یادوں نے میرے گرد گھیرا ڈال لیا اور میں ان یادوں میں کھو گیا

ایک آواز پر میں چونکا۔ "بھائی صاحب اٹھیے...... آپ کو پیر بابا یاد کر رہے ہیں......"

میں نے اس کی طرف دیکھا وہ پیر صاحب کا خاص چیلا تھا۔ میں اٹھا اور پیر بابا کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ "بولو بیٹا...... کیا کام ہے......" پیر بابا شفقت سے میری طرف دیکھتے ہوئے بولے۔ "پیر صاحب میں بہت پریشان ہوں،

میری مدد کیجئے۔'' میں بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ ''بیٹا! اپنی پریشانی مجھے بتاؤ۔ شاید میں کچھ تمہاری مدد کرسکوں ...... باقی اللہ تمہاری مدد کرے گا۔'' وہ مسکراتے ہوئے بولے۔ ''باباجی مجھے ایک خواب نے بہت پریشان کررکھا ہے......'' میں نے اپنی پریشانی بتائی۔ ''خواب......'' ان کے منہ سے نکلا۔ ''ہاں باباجی خواب......'' اتنا کہہ کر میں نے انہیں اپنا خواب سنادیا۔ ''ہوں ......'' انہوں نے گہرا سانس لیا۔ ''اس سے تو ظاہر ہوتا ہے تم واقعی کوئی وعدہ پورا نہیں کرسکے۔

''جی ہاں میں ایک وعدہ پورا نہیں کرسکا اور شاید پورا کر بھی نہ سکوں۔'' میں پریشان لہجے میں بولا۔ ''کیوں؟ نہیں پورا کرسکتے بیٹا...... وعدہ پورا کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے...... مجھے لگتا ہے کہ اس وعدے کے پیچھے کوئی کہانی ہے......'' پیر بابا نے خدشہ ظاہر کیا۔ ''جی ہاں! اس وعدے کے پیچھے واقعی ایک کہانی ہے......'' میں نے بتایا۔ ''تو پھر تمہارے ساتھ کیا ہوا تھا؟ بتاؤ مجھے......'' پیر بابا نے کہا تو میں نے بولنا شروع کیا۔

''میں پہلے گاؤں میں رہتا تھا۔ روزگار کے مسئلے میں، میں شہر آگیا۔ یہاں ایک کمپنی میں مجھے اچھی نوکری مل گئی۔ پھر میری زندگی میں سدرہ آئی ہم دونوں کو ایک دوسرے سے پیار ہوگیا۔ سدرہ بھی میرے ساتھ کمپنی میں ملازمت کرتی تھی۔ ہم دونوں کی شادی ہوگئی۔ ایک سال بعد اللہ نے مجھے ایک خوب صورت بیٹے سے نوازا۔ اللہ نے ہمیں زندگی کی ہر خوشی سے نواز دیا تھا۔ بیٹے کا نام ہم دونوں نے جواد رکھا۔ ایک دن میں گھر لوٹا تو سدرہ بولی۔ ''یہ شادی کا کارڈ آپ کے نام آیا ہے۔''

''شادی کا کارڈ یہ کہاں سے آیا؟'' میں نے سدرہ کے ہاتھ سے کارڈ لیتے ہوئے کہا۔ کارڈ کھول کر میں نے دیکھا تو میرا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔ یہ میرے بچپن کے دوست زاہد کا کارڈ تھا۔ جس کی شادی ہورہی تھی۔ زاہد میرا بیسٹ فرینڈ ہے۔ اس نے میری بہت مدد کی۔ ماں باپ تو بچپن میں ہی اللہ کو پیارے ہوگئے۔ ''کس کا کارڈ ہے......؟'' مجھے سدرہ نے ماضی کی یادوں سے کھینچا۔ ''میرے دوست زاہد کا اس کی شادی ہورہی ہے۔ انوائٹ کیا ہے۔ ہم سب کو......'' میں نے سدرہ کو بتایا۔ ''یہ آپ کا کون سا دوست ہے، پہلے تو آپ نے کبھی ذکر نہیں کیا۔ اپنے اس دوست کا......'' سدرہ حیرانگی سے بولی۔ ''پہلے کبھی ایسا موقع نہیں آیا...... چلو آج بتائے دیتا ہوں۔ زاہد میرے بچپن کا لنگوٹیا یار ہے۔ اس نے ہر کام میں میری مدد کی ہے۔'' میں نے بتایا۔ ''ہوں...... کب شادی ہے......؟'' سدرہ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ''فرسٹ جنوری کو یعنی آج سے پانچ دن بعد......'' میں نے بتایا۔ ''ٹھیک ہے......'' سدرہ نے کہا۔ ''ہمیں شادی سے ایک دن پہلے کا بلاوا تھا۔ ہم نے خوب جوش وخروش سے تیاریاں کیں اور شام کی بس سے ہم گاؤں پہنچے زاہد کے گھر کا پتہ مجھے پہلے سے ہی معلوم تھا، اس لئے کہ ہم جلد ہی زاہد کے گھر پہنچ گئے۔ زاہد کے گھر میں شادی کی تیاریاں فل جوش وخروش سے جاری تھیں۔ زاہد بڑی خوشی سے ہم دونوں سے ملا۔ زاہد کے ماں باپ نے ہمیں پیار اور ڈھیر ساری لمبی عمر کی دعائیں دیں۔ ہمارا سامان ایک کمرے میں رکھ دیا گیا۔ زاہد مجھے باہر گھمانے لے گیا۔ پرانی چیزوں کو دیکھا تو کچھ پرانی یادیں تازہ ہوگئیں۔ ''کیوں بھئی...... کبھی کبھار گاؤں کا چکر لگالیا کر یا تو تو ہمیں بھول ہی گیا۔'' زاہد شکایت بھرے لہجے میں بولا۔

''تجھے کیسے بول سکتا ہوں۔ تو ہی تو گاؤں میں واحد یار ہے جس نے میری ہر کام میں مدد کی ہے......'' میں نے زاہد کو گلے لگالیا۔ وہ مسکرادیا۔ ''دوستی میں تو بہت کچھ کیا جاتا ہے اور میں نے تو ویسے بھی کچھ نہیں کیا تھا......'' وہ مجھے تھپکی دیتے ہوئے بولا۔

اس دن میں نے گاؤں کی ہر شے دیکھی۔ ایک جگہ پر زاہد رکا۔ یہ جگہ میرے لئے بالکل نئی تھی۔ یہ ایک ٹوٹا پھوٹا ہوٹل تھا...... ''یہ ہوٹل کب بنا......؟'' میں نے اس ہوٹل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ''تیرے جانے کے بعد اسے ایک آدمی نے بنایا۔ پورے گاؤں میں اس کا ہوٹل مشہور تھا۔ خاص کر سری پائے کے لئے...... اس کی بیوی جو کہ بہت خوب صورت تھی۔ لڑکا بھی کم خوب صورت نہ تھا۔ ایک دن دونوں کی لاشیں ہوٹل کے ایک کمرے سے برآمد ہوئیں۔ پولیس نے کیس درج کرکے تحقیقات کیں لیکن کوئی کلو نہ ملا......'' زاہد نے تفصیل بتائی۔ ہم گھر واپس آگئے۔ وہ رات ہم سو نہ سکے۔ پورے گھر میں دھوم دھڑکا ہورہا تھا۔ ڈھولکی پر گانے گائے جارہے تھے۔ تیسرے دن زاہد کی بارات تھی بارات دوسرے گاؤں میں گئی۔ لڑکی بہت خوب صورت تھی۔ گھر آکر خوب دھوم دھڑکا کیا گیا۔ دوسرے دن ولیمہ تھا۔ شام کو میں نے زاہد سے اجازت چاہی تو وہ بولا۔ ''کیسا پاگل انسان ہے تو ...... ابھی تو ہو تو تین چار دن اور رک...... پھر چلے جانا۔''

''نہیں یار میں دوبارہ پھر آؤں گا۔ میری پہلے سے تین چھٹیاں ہوگئیں ہیں اور جواد نے اسکول جانا ہے۔ اس کے سالانہ امتحان بھی قریب آرہے ہیں۔'' میں نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔ ''ٹھیک ہے یار مگر اب جلدی آنا......'' وہ ہار مانتے ہوئے بولا۔ ''اچھا کل چلے جانا، رات ہورہی ہے۔''

''نہیں کوئی بات نہیں، میں چلا جاؤں گا اور ویسے بھی مجھے کل آفس جانا ہے۔'' میں تیز لہجے میں بولا۔ ''ہوں......'' وہ سوچ میں ڈوب گیا۔ ''چل پھر ٹھیک ہے۔ تجھے بس اسٹاپ تک میں چھوڑ آتا ہوں۔''

''نہیں...... نہیں...... میں خود چلا جاؤں گا۔ تو نے ابھی مہمانوں کو بھی سنبھالنا ہے۔'' میں نے کہا۔

ہم میل جول کے بعد زاہد کے گھر سے ہم نکلے۔ بس اسٹاپ زاہد کے گھر سے زیادہ دور نہیں تھا۔ ہم وہاں سے گزرے جہاں اس شخص کا ہوٹل تھا۔ مجھے وہاں دیکھ کر حیرت سے دوچار ہونا پڑا۔ وہاں اس وقت ہوٹل پوری شان وشوکت سے سجا دھجا تھا۔ ہوٹل کے باہر چارپائیاں بچھائی گئی تھیں۔ سامنے ایک شخص ایک چھوٹی سی دیگ میں بڑا سا چمچہ پھیر رہا تھا۔ اس کا آدھا چہرہ خراب تھا۔ جیسے آگ سے جلایا گیا ہو۔ وہ ہماری طرف ہی گھور رہا تھا۔ وہ جو کچھ بھی پکا رہا تھا۔ اس کی خوشبو چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ ''ریحان مجھے تو بھوک لگ رہی ہے۔'' میری بیوی شبانہ میری طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ ''بھوک...... بھوک تو مجھے بھی بہت لگ رہی ہے۔'' میں نے کہا۔ حالانکہ ہم ویسے جیسی پارٹی ارینج کرکے آئے تھے۔ ''ابو بھوک تو مجھے بھی بہت لگ رہی ہے۔'' جواد بھی پیچھے نہیں رہا۔ ہم لوگ وہاں رکھی چارپائیوں میں سے ایک پر بیٹھ گئے۔ وہ آدمی مسلسل ہماری طرف گھورے جارہا تھا۔ ''یہ...... یہ شخص کافی دیر سے ہمیں گھور رہا ہے۔'' شبانہ لرزتی ہوئی آواز میں بولی۔ ''کک...... کچھ نہیں...... وہ ویسے ہی ہمیں دیکھ رہا ہوگا۔'' میں نے شبانہ کو حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔ حالانکہ اندر سے میں بھی پریشان ہوگیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ شخص ہماری طرف بڑھا۔ ''کیا کھائیں گے جناب......؟'' وہ ہمارے قریب آکر بولا۔ ''کھانے میں کیا کچھ ہے؟'' میں سنبھل کر بولا۔ کیونکہ اس کی شکل سے مجھے کافی وحشت ہورہی تھی۔ ''فی الحال سری پائے......'' اس نے جواب دیا۔ ''ٹھیک ہے...... پھر لے آیئے۔'' میں نے کہا۔ ''کس کی سری کھائیں گے انسان کی...... اوہ...... اوہ...... مم...... میرا مطلب ہے کہ بکرے کی سری کھائیں گے نا......'' وہ جلدی سے سنبھل کر بولا۔ ''کیا مطلب...... بکرے کی سری ہی کھائی جاتی ہے......'' مجھے غصہ آگیا۔ ''غغ...... غلطی ہوگئی جناب......'' وہ عجیب سے انداز میں بولا۔ ''ٹھیک ہے تو پھر جایئے اور لے کر آیئے۔'' میں نے کہا اور وہ واپس مڑ گیا۔ ''ابو...... مم مجھے تو اس آدمی سے ڈر لگ رہا ہے۔'' جواد سہم کر بولا۔ میں مسکرادیا۔ ''بیٹے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے تو تو بہادر ہے......'' میں نے جواد کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا۔

وہ شخص پلیٹ میں سری پائے ڈالتے ہوئے بھی ہمیں گھورتا رہا۔ وہ ہماری طرف بڑھا، اس کے ہاتھ میں ایک بڑی سی پلیٹ تھی۔ اس نے وہ پلیٹ ہمارے سامنے رکھ دی۔

اسی وقت ایک تیز چیخ گونجی۔ میں نے اس کی طرف دیکھا۔ ہم حیرت زدہ رہ گئے۔ سامنے ایک خوب صورت لڑکی کو کچھ لڑکوں نے پکڑ رکھا تھا۔ ایک لڑکا اسے چھڑانے کی کوششیں کررہا تھا لیکن وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب نہیں ہورہا تھا۔ ایک لڑکے نے لڑکی کو چھوڑا اور اس لڑکے کو مارنا شروع کردیا۔ وہ لڑکی چیخنے چلانے لگی۔ ''چھچھ...... چھچھ...... چھوڑ دو میرے شوہر کو...... چھوڑ دو...... تت...... تمہیں خدا کا واسطہ......''

لڑکوں نے لڑکی کے کپڑے پھاڑنے شروع کردیئے۔ یہ دیکھ کر اس کا شوہر اٹھا اور مارنے والے لڑکے کو دھکا دے کر اپنی بیوی کی طرف بڑھا۔ ایک لڑکے نے جیب سے پستول نکال کر لڑکے کی طرف تان لیا...... ٹھاہ...... ٹھاہ کی آواز سے گولی لڑکی کے شوہر کے کندھے پر لگی اور لڑکی کا شوہر چیختا ہوا کئی فٹ اچھل کر دور جاگرا۔ ''قیصر......'' لڑکی چلائی۔ وہ لڑکے دوبارہ لڑکی کی طرف ہوئے۔ لڑکی اپنا آپ چھڑا کر ایک طرف بھاگی۔ ایک لڑکا بھاگ کر اس کے سامنے آگیا۔ لڑکی پیچھے ہٹنے لگی۔ اچانک لڑکی کے ہاتھ میں سبزی کاٹنے والی چھری آگئی۔ ''دیکھو پیچھے ہٹ جاؤ...... ورنہ......'' وہ لڑکی بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ ''ورنہ کیا؟'' ایک لڑکا گھٹیا انداز میں ہنستے ہوئے بولا۔ ''ورنہ...... ورنہ میں خودکشی کرلوں گی......'' لڑکی بولی۔ ''خودکشی......'' لڑکے ہنسنے لگے۔ وہ مسلسل اس کی طرف بڑھتے رہے۔

لڑکی نے خنجر اپنے پیٹ میں گھونپ لیا۔ لڑکی کی چیخ

نے خاموش فضا کو متزلزل کر کے رکھ دیا۔ اس کا تڑپتا ہوا شوہر دوبارہ اٹھ کر چیختا ہوا لڑکوں کی طرف بڑھا اور ایک فائر ہوا اور گولی اس کے سینے کے آر پار ہوگئی۔ وہ چیختا ہوا زمین پر جا گرا۔

''اب کیا ہوگا یار..... اس لڑکی نے تو خودکشی کر لی.....''

ان لڑکوں میں سے ایک لرزتی ہوئی آواز میں بولا۔ ''ایک تو ساجد تو ڈرتا بہت ہے۔ ہمیں کسی نے کون سا دیکھا ہے۔ چپ چاپ واپس چلتے ہیں چلو.....'' پستول والا لڑکا بولا۔ لڑکے جو تعداد میں چار تھے، غائب ہوگئے۔ تڑپتے ہوئے میاں بیوی نے ایک دوسرے پر محبت بھری نظر ڈالی، وہ دونوں گھسیٹتے ہوئے ایک دوسرے کی طرف بڑھنے لگے، لیکن ایک نادیدہ قوت آگے بڑھنے میں ان کی مدد نہیں کر رہی تھی۔ حالانکہ ان دونوں میں ابھی اتنی قوت باقی تھی کہ وہ ایک دوسرے تک پہنچ سکتے تھے۔

''جناب کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے.....'' اس آدھے جلے ہوئے چہرے والے آدمی کی آواز ہمارے کانوں میں پڑی۔ میں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ ''ہوں.....'' میں نے ایک لمبا سانس لیا۔ ''وہ..... وہ کیا تھا؟'' میں نے اس جگہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ''کیا ہے جناب وہاں..... وہاں تو کچھ بھی نہیں ہے۔'' وہ بولا۔ میں نے اس کی طرف دیکھا تو میرا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔ ''وہاں ابھی تھوڑی دیر پہلے کچھ لڑکوں نے ایک لڑکے اور لڑکی کا قتل کیا تھا.....'' میرے بولنے سے پہلے شبانہ بول پڑی۔ ''کچھ نہیں ہے، بہن جی وہاں..... آپ سری کھائیے، یہ صرف آپ کا وہم ہے۔'' وہ ہنستے ہوئے بولا۔ میں پریشان سا ہوگیا۔ ظاہر ہے کہ شبانہ اور جواد بھی پریشان تھے۔ اسی وقت شبانہ نے ایک زوردار چیخ ماری۔ ''کک..... کیا ہوا شبانہ.....'' میں ہکلاتے ہوئے بولا۔ ''وہ..... وہ..... دیکھئے۔'' اس نے سامنے رکھی پلیٹ کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے اس طرف دیکھا تو خوف سے میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ جواد کی تو چیخ نکل گئی۔ پلیٹ میں ایک انسانی کٹا ہوا سر رکھا تھا۔

''یہ..... یہ..... کیا ہے.....؟'' میں اس آدمی کی طرف دیکھ کر چلایا۔ وہ ہماری طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ جیسے ہماری اس حالت سے اسے لطف مل رہا ہو۔ ''یہ سر ہے انسانی کٹا ہوا سر.....'' وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ ''وہ..... وہ..... تو ہم..... میں بھی دیکھ رہا ہوں..... لل..... لیکن یہ تم ہمارے لئے کیوں لائے ہو؟''

''کھانے کے لئے۔'' وہ بولا۔ ''کک..... کیا.....؟''

ہم بیک زبان ہو کر چلائے۔ میں نے دیکھا کہ وہ سر ان لڑکوں میں سے ایک کا تھا۔ جنھوں نے اس میاں بیوی کو قتل کیا تھا۔ ''ہاں تمہیں یہ کھانا پڑے گا.....'' وہ زور دیتے ہوئے بولا۔ ''نہیں تو میرا ایک کام کرنا پڑے گا۔''

''وہ کیا.....؟'' میں نے پوچھا۔ ''تمہارا یہ بیٹا کتنا خوب صورت ہے.....'' اس نے میری بات کا جواب دینے کی بجائے جواد کی طرف اشارہ کیا۔ جواد سہم کر شبانہ کے قریب ہوگیا اور شبانہ نے اس کا سر اپنی چھاتی سے لگالیا۔ ''ہم..... میں نے بھی ایسے ہی بیٹے کا خواب دیکھا تھا.....'' اس کی آواز میں لرزش آگئی تھی۔ ''دیکھا تھا..... کیا مطلب.....'' میری آواز میں حیرت کا عنصر بھی شامل تھا۔ ''ہاں دیکھا تھا..... کیونکہ میں اب سوائے ایک روح کے کچھ بھی نہیں، میں مر چکا ہوں.....''

''وہ عجیب سے انداز میں بولا۔ ''کیا.....؟'' میں چلایا۔ شبانہ اس دفعہ بھی اپنی چیخ پر قابو نہ پاسکی۔ ''یہ کیا بیہودہ مذاق ہے..... '' مجھے پھر غصہ آگیا۔ ''میں..... مذاق نہیں کر رہا.....'' اس کا لہجہ پختہ تھا۔ میرا دل دھڑکنے لگا جو میری بیوی اور بچے کی حالت تھی، میں وہ بھی محسوس کر سکتا تھا۔ ''تت..... تت..... تم ہم سے کیا چاہتے ہو.....؟'' شبانہ جواد کو بھینچتے ہوئے بولی۔ ''ایک بات کا حل.....'' وہ بولا۔ ''کک..... کس بات کا.....'' میری حالت پتلی ہو رہی تھی۔ ''یہ جو تم نے ابھی ابھی دیکھا تھا وہ سب میرے اور میری بیوی کے ساتھ بیت چکا ہے.....''

''دد..... دد..... دیکھئے..... ہمیں جانے دیجئے.....

ہم نے کون سا آپ کا کچھ بگاڑا ہے..... آپ کو اپنی بیوی کا واسطہ..... ہمیں جانے دیجئے.....'' میری بیوی رونے لگی۔ میں نے اپنی پیشانی پر آیا ہوا پسینہ صاف کیا۔ جواد بھی رونے لگ گیا۔ ''ارے..... آپ روئیے مت..... میں..... آپ کو کچھ نہیں کہوں گا، آپ..... آپ اس کٹے ہوئے سر سے ڈر رہے ہیں نہ..... یہ لیجئے میں پھینک دیتا ہوں اسے.....'' اتنا کہہ کر اس شخص نے پلیٹ اٹھا کر دور اچھال دی۔ پلیٹ زمین پر گرتے ہی غائب ہوگئی۔ ''ہاں..... تو میں کون سی بات کر رہا تھا.....'' اتنا کہہ کر وہ تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہوا، اس نے پھر بولنا شروع کیا۔

''میری اور شائستہ کی زندگی شادی کے بعد بہت اچھی

گزر رہی تھی۔ ہم نے اس گاؤں میں چھوٹا سا ہوٹل کھول لیا، جس سے ہمیں کافی اچھی خاصی آمدنی ہو جاتی تھی۔ شہر سے چار لڑکے گاؤں میں گھومنے پھرنے کے لئے آئے، وہ میرے ہوٹل پر آئے تو انہوں نے مجھے اپنی مجبوری بتائی کہ انہیں ایک رات کے لئے کوئی مکان کرائے پر چاہئے۔ میں نے انہیں بتایا۔ گاؤں میں تو آپ لوگوں کو کوئی بھی مکان کرائے پر نہیں دے گا۔ آپ ایسا کریں کہ ہمارے ہاں ایک رات شوق سے گزار سکتے ہیں۔ وہ بہت خوش ہوئے اور مجھے ایک دن کا کرایہ دینا چاہا لیکن میں نے انکار کر دیا۔ صرف کھانے کا بل لیا۔ ان چاروں کی نظر شائستہ پر پڑ گئی۔ انہوں نے دل ہی دل میں ایک منصوبہ بنالیا۔ میں نے انہیں دوسرا کمرہ دے دیا۔ رات کو اچانک چیخوں کی آواز سن کر میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے دیکھا کہ شائستہ بستر پر نہیں تھی۔ میں پریشان ہوگیا، میں چارپائی سے اتر کر دوسرے کمرے میں داخل ہوا تو میں حیران رہ گیا۔ وہ چاروں لڑکے شائستہ پر جھکے ہوئے تھے۔ میرا خون کھول اٹھا۔ میں ان پر ٹوٹ پڑا۔ لیکن وہ چار تھے۔ انہوں نے دوبارہ میری بیوی کو پکڑ لیا۔ میں نے ان کی منت سماجت کی۔ لیکن وہ نہیں مانے، میں شائستہ کی عزت بچانے کے لئے آگے بڑھا تو ان میں سے ایک نے ریوالور نکال کر میرے کندھے پر گولی ماردی..... شائستہ نے اپنے آپ کو چھڑا کر وہاں رکھی سبزی چھری اٹھا کر خودکشی کر لی۔ انہوں نے مجھے بھی ختم کر دیا اور وہاں سے فرار ہوگئے.....'' اتنا کہہ کر وہ شخص رونے لگا۔ ''بھپ..... پھر کیا ہوا.....؟'' میں نے بے خیالی میں پوچھا۔ ''پھر..... پھر میں نے ان سب کو ختم کر دیا.....'' وہ گرج کر بولا۔ ''وہ کیسے.....'' میں نے پوچھا۔ اس نے میری طرف دیکھا اور بولا۔ ''ایک کو گلا گھونٹ کر..... دوسرے کو اس کے گھر کی چھت سے دھکا دے دیا۔ تیسرے کو ٹرین کے نیچے کچل دیا اور..... چوتھے کا کار ایکسیڈنٹ میں خاتمہ کر دیا۔''

''تو اب تمہیں مجھ سے کیا چاہئے.....؟'' میں نے پوچھا۔ اس نے میری طرف دیکھا اور مسکرا دیا۔ ''میرا نام قیصر ہے۔ تم مجھ کو میرے نام سے پکار سکتے ہو.....'' اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''ہاں تو قیصر تم مجھ سے کیا چاہتے ہو.....؟''

''جب سے میری اور شائستہ کی روحیں جسموں کی قید سے آزاد ہوئیں ہیں، تب سے شائستہ اور میں ایک دوسرے سے ملنے کے لئے بے قرار ہیں۔ لیکن کوئی نادیدہ قوت ہمیں

میک اپ کی اہمیت کیا ہے؟

جب میک اپ اچھا ہو تو حسن میں نکھار، دلکشی نظر آتی ہے اور پھر میک اپ کرنے میں ہر خواتین کا اپنا ہنر، سلیقہ اور نفاست بھی ظاہر ہوتا ہے۔

پیاری بہنیں! ایک بیوٹیشن ہونے کے ناطے، میں کہہ سکتی ہوں کہ میک اپ بھی ایک فن ہے۔ ہر کام میں ماہر ہونے کی لئے تربیت اور پریکٹس ضروری ہے اور بغیر کسی ماہر کے سہارے کے کسی بھی کام میں ماہر ہونا مشکل ہے اور میک اپ کے فن میں ماہر ہونے کے لئے پیاری بہنوں کے لئے یہ کتاب بڑی تگ و دو اور محنت شاقہ سے تیار کی گئی ہے۔ بڑی حد تک یہ کتاب خواتین کے لئے میک اپ میں معاون و مددگار ثابت ہوگی اس کتاب میں میک اپ کے علاوہ جلد کی حفاظت ہاتھ پیروں کی حفاظت، بناؤ سنگھار، اور جدید دور کی میک اپ کی اشیاء کے متعلق بھی اہم معلومات فراہم کی گئی ہیں اور سب سے اہم بات یہ کہ صحت مند رہنے کے راز بھی اس کتاب میں درج ہیں۔

صابری دار الکتب

قذافی مارکیٹ اردو بازار لاہور

ملنے نہیں دیتی۔ ہمیں روحوں کی حالت میں بھی قرار نہیں مل رہا ہے۔...." اتنا کہہ کر قیصر چپ ہوگیا اور میری طرف دیکھنے لگا۔ "تو میں اس سلسلے میں تمہاری کیا مدد کرسکتا ہوں......؟" میں نے کہا۔ "میں چاہتا ہوں کہ تم کچھ ایسا کرو کہ ہم دونوں کی روحیں ایک ہوجائیں......" اس نے بتایا۔ "یہ...... یہ...... مم ...... میں کیسے کرسکتا ہوں۔" میں حیران ہوکر بولا۔ "جیسے بھی ہو...... یہ تم نے ہی کرنا ہے......" وہ ضدی بچے کی طرح بولا۔

"لیکن تم ہی بتاؤ، میں یہ کیسے کرسکتا ہوں......" میں الجھن زدہ لہجے میں بولا۔ "نہیں یہ تمہیں ہی کرنا ہے اور تم ہی یہ کرسکتے ہو۔" وہ اپنی ضد پر اڑا ہوا تھا۔ "اچھا ٹھیک ہے......" میں نے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔ "مجھے جانے دو...... میں اپنی بیوی بچے کو چھوڑ کر دوبارہ تمہارے پاس آؤں گا اور پھر میں تمہارے اس مسئلے کا حل تلاش کروں گا۔"

"نہیں...... یہ نہیں ہوسکتا۔ میں جانتا ہوں کہ تم دوبارہ یہاں نہیں آؤ گے......" قیصر نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔

"نہیں، میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں ضرور آؤں گا......" میرے منہ سے نکلا۔ وہ مزید کچھ نہ بولا اور سوچوں میں ڈوب گیا۔

"ٹھیک ہے میں تمہارے وعدے پر اعتبار کرلیتا ہوں۔ اگر تم نہ آئے...... تو میں تمہیں جینے نہیں دوں گا......" وہ بولا اور اس نے ہمیں جانے دیا لیکن میں اس کا وعدہ پورا نہیں کرسکتا۔ اس لئے کہ میں رکا اور پیر صاحب کی طرف دیکھنے لگا...... اس لئے اب وہ روزانہ مجھے خواب میں تنگ کرتا ہے...... میں نے مزید بتایا۔ پیر صاحب نے جواب دینے کی بجائے آنکھیں بند کرلیں۔ میں پیر صاحب کی طرف دیکھنے لگا۔ پیر صاحب نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھول دیں۔ ان کی آنکھیں خون کی طرح سرخ تھیں۔ اتنی کہ میں بھی انہیں دیکھ کر لرز اٹھا۔ انہوں نے دوبارہ آنکھیں بند کرکے پھر کھول لیں۔ اب ان کی آنکھیں معمول پر تھیں۔ پھر وہ مجھے کچھ ہدایات دینے لگے اور میں چپ چاپ ان کی ہدایات سنتا رہا

☆......☆......☆

"کہاں جارہے ہیں آپ......" شبانہ نے پوچھا۔

"میں...... میں اپنا وعدہ نبھانے جارہا ہوں......" میں کھوئے ہوئے لہجے میں بولا۔ "کیا......؟ وہ چلائی...... ہاں اور اب مجھے اپنا کیا ہوا وعدہ نبھانا پڑے گا۔" میں مضبوط لہجے میں بولا۔ "کیا کہہ رہے ہیں آپ...... آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا......"

شبانہ میری پیشانی پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔ "کچھ نہیں ہوا مجھے ...... میں بالکل ٹھیک ہوں......" میں نے اس کا ہاتھ ہٹایا۔ "تو پھر آپ یہ کیسی بہکی بہکی باتیں کررہے ہیں اور پیر صاحب نے کیا کہا......" شبانہ کافی الجھن محسوس کررہی تھی۔ میں نے شبانہ کو پیر صاحب سے ہونے والی ساری بات چیت سنادی۔

"ٹھیک ہے، آپ جائیے اپنا دھیان رکھیئے گا، اللہ آپ کا حامی و ناصر ہوگا......" وہ پریشان لہجے میں بولی۔

میں اپنے گھر سے نکلا اور گاؤں جانے والی بس میں بیٹھ گیا۔ سارا سفر سوچوں میں گزرا۔ بس ایک گھنٹے میں گاؤں پہنچ گئی۔ میں سید ھا زاہد کے گھر پہنچا وہ مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ علیک سلیک کے بعد اس نے آنے کی وجہ پوچھی تو میں نے سب کچھ بتادیا۔ وہ بھی پریشان ہوگیا۔ خیر وہ میرے ساتھ چلنے پر تیار ہوگیا۔ ہم نے محلے کے مولوی صاحب سے بات کی تو وہ بھی مان گئے۔ قبرستان میں گورکن نے شائستہ اور قیصر کی قبر کی نشاندھی کی۔ قبر کھود کر شائستہ کی ہڈیوں کا پنجر نکال کر اس کی نماز جنازہ پڑھائی گئی اور پھر دوبارہ ہڈیوں کو دفنادیا گیا۔ قیصر کی ہڈیوں کو بھی نکال کر نماز جنازہ پڑھائی گئی اور پھر ہڈیوں کو دفنادیا گیا۔ پولیس والوں نے نماز جنازہ کے بغیر ان کی لاشوں کو دفنادیا تھا۔ اس لئے ان کی روحیں ایک دوسرے سے مل نہیں پارہی تھیں۔

دراصل وجہ یہ تھی کہ شائستہ نے خودکشی کی تھی جو ہمارے مذہب میں حرام ہے اور نہ ہی اس کا نماز جنازہ پڑھایا گیا تھا۔ اس لئے ان کی روحوں کا ملاپ نہیں ہورہا تھا۔

میں نے زاہد اور مولوی صاحب کا بے حد شکریہ ادا کیا۔ زاہد نے مجھے رکنے کے لئے کہا لیکن میں ان معذرت کی اور اس شام گھر واپس آگیا۔

شبانہ مجھے صحیح سلامت دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ اسی رات مجھے خواب میں قیصر اور شائستہ نظر آئے...... ہم تمہارا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ریحان تم ہی نے ہمیں ایک ہونے میں مدد کی ہے......دونوں بیک زبان ہوکر بولے۔

مجھے بھی بہت خوشی ہے۔ تمہاری روحیں ایک ہوگئی ہیں۔ مجھے ایک بات کی اور بھی خوشی ہے...... اتنا کہہ کر میں رکا...... "وہ کیا......" دونوں نے پوچھا۔ "یہی کہ میں اپنا وعدہ نبھانے میں کامیاب رہا......" میں مسکراتے ہوئے بولا۔

......☆......